برکاتِ میلاد شریف

مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، عاشقِ رسول، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ○ پاکستان

برکاتِ میلادِ شریف

سلام و قیام

تصنیف لطیف

مجدّدِ مسلکِ اہل سنّت

فاضل جلیل حضرت علامہ مولینا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	برکات میلاد شریف
مصنف	مجدد مسلک اہلسنّت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
اشاعت	اپریل 2005ء
تعداد	پانچ ہزار
مطبع	اوریلیا پرنٹرز، لاہور
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z123
قیمت	-/12 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علٰی حبیبہ الکریم وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ربیع الاوّل وُہ مُبارک مہینہ ہے جس میں آفتابِ نبوّت ماہِ رسالت ﷺ نے طلوع فرماکر اپنی ضیا پاشیوں سے تمام عالم کو منوّر فرمایا۔

بارہ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کی مُبارک صُبح کو دُعائے خلیل، نویدِ مسیحا مجسّم بن کر ظاہر ہُوئی جس کے عالمِ وجود میں آتے ہی کفر وضلالت کی ظلمتیں کافور ہوگئیں اور کائنات کا کونا کونا بقعۂ نور بن گیا۔ دُنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کُھل گئے، کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروفِ عمل ہوگئیں وُہ لوگ جو بجائے انسانوں کے خوں خوار درندے بن چکے تھے، کمالِ انسانیت کے مرتبے پر فائز ہو کر اخلاق واعمالِ حسنہ کے پیکر بن گئے ؎

رہ زنوں کو دی ندا بن گئے شمعِ رہبری ۔۔۔ بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا
تیرے غضب نے بند کی رسم ورہِ ستم گری ۔۔۔ تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہِ قیصری

فرزندانِ اسلام اس دِن کو یاد کرکے مسرّت وشادمانی کا اظہار کرتے ہیں۔ سرورِ دو عالم نورِ مجسّم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبٰے محمّد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے حضور ہدیۂ عقیدت اور تحفۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرکے سعادتِ دارین حاصل کرتے ہیں۔ شمعِ رسالت کے پروانے سردارِ دوجہاں، باعثِ کون ومکاں، محسنِ کائنات کی صورت وسیرت، فضائل وکمالات، خصائص محامد کے بیان اور حمد ونعت کے پُرکیف نغموں سے اپنے قلوب کو منوّر کرتے ہیں اور محسنِ کائنات کے احسانات اور خالقِ کائنات کے انعامات کا شکریہ اَدا کرتے ہیں۔

لیکن بعض بدنصیب ایسے بھی ہیں جو اس سعادتِ عظمٰے سے محروم ہیں اور دوسروں کو محروم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر سال وہ اس مُبارک ماہ میں پمفلٹ

چھپواکر ہزارہا کی تعداد میں مُفت تقسیم کرتے ہیں اور اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا یومِ ولادت منانا اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنا شرک و بدعت ہے اور میلاد کرنے اور سلام پڑھنے والے مشرک و بدعتی اور جہنمی ہیں۔ نہ ان کی نماز قبول ہے، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ، نہ حج، اور نہ دیگر اعمالِ حسنہ۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ

لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ چند سطور ہدیۂ قارئین کروں۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

خادمِ اہلِ سُنّت

محمّد شفیع اوکاڑوی غفرلہٗ کراچی

قارئینِ محترم!

عقل و خرد سے بے گانہ کچھ لوگ میلادِ مُصطفٰے کو شرک کہہ کر اپنی تضحیک کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ ہم اہلِ سنّت و جماعت حبیبِ پروردگار، احمدِ مختار سیّدنا مُحمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منا کر اپنے اس عقیدے کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ہم حضورِ اکرم کو اللہ کی مخلوق مانتے ہیں کیوں کہ خالقِ حقیقی اللہ تعالےٰ کے لیے میلاد کا کوئی تصوّر ہی ممکن نہیں۔ میلاد مخلوق ہی کا منایا جاتا ہے۔ میلاد شریف منانا دراصل شرک کی نفی کرنا ہے۔ جو کام شرک کی جڑ کو ختم کرے اسے شرک کہنا محض نادانی اور حماقت ہے۔

طرفہ تماشا یہ ہے کہ جو لوگ میلاد النبی منانے کو شرک کہتے اب وہ جشنِ میلاد شریف کے موقع پر جشنِ سیرت النبی مناتے ہیں حالاں کہ سیرت اپنائی جاتی ہے منائی نہیں جاتی۔ یہی لوگ اب میلاد شریف کے اجتماعات وغیرہ میں بھی شریک ہوتے ہیں یعنی اپنے ہی فتوے کے مُطابق شرک کرنے لگے ہیں۔ یہ کتنا صریح ظلم ہے کہ حلال، جائز اور نیک کام کو شرک اور حرام قرار دیا جائے۔ سچ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اہلِ ایمان سے گزارش ہے کہ وہ ان ظالم دشمنانِ دین کے غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں بلکہ اور زیادہ اہتمام سے میلاد النبی کا جشن منائیں اور دارین میں اللہ تعالےٰ کی بے پناہ رحمتیں، برکتیں حاصل کریں۔ میلاد شریف کے موضوع پر مزید تفصیل کے لیے میری کتاب "اسلام کی پہلی عید" ملاحظہ فرمائیں۔

کوکبِ نورانی را احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شفیع

دِن کیوں منایا جاتا ہے؟

دنیا کے تمام مذاہب میں مختلف تقریبات منانے کا طریقہ عہدِ قدیم سے چلا آتا ہے، ہر قوم وملّت کے اَفراد اپنی تقاریب کو نہایت خوشی اور مسرت سے مناتے ہیں، تقاریب کو اجتماعی اور قومی حیثیت سے خاص اہمیّت حاصل ہے۔ خصوصاً دینِ اسلام میں جو تقاریب ہیں وُہ ہر حیثیت سے بڑی اہمیّت رکھتی ہیں۔ مگر یہ تقاریب محض رسوم ورواج، یا لہو ولعب کے لیے نہیں مقرر کی گئی ہیں، بلکہ ان میں ماضی کے زبردست حوادث اور اکابر کے عظیم الشان کارنامے پنہاں ہیں، ان تقاریب کو قائم رکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں نے اس دُنیا میں تشریف لا کر ظلم وستم کو مٹایا، عدل وانصاف قائم کیا اور اللہ کی راہ میں بے مثال قربانیاں دے کر اپنے اعمال وکردار کا بہترین نمونہ پیش کیا، جو حق وصداقت کے پرچم کو بلند کر کے میدانِ عمل میں آئے اور آکر اربابِ باطل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نیست ونابود کر دیا، ان کی یاد کو ہمیشہ باقی رکھا جائے، تاکہ ان کی یاد کے ساتھ ساتھ ان کے اعمالِ حسنہ اور ان کے عظیم الشان کارناموں کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے، اور مُسلمانوں کے عمل میں تیزی، جذبات میں فرحت، معلومات میں وسعت، خیالات میں رفعت پیدا ہو، اور مسلمان پھر اپنی کھوئی ہُوئی عظمت کے حاصل کرنے کے لیے تیار ومستعد ہو جائیں، اور اپنے اخلاق وکردار کو اپنے اسلاف کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

کیا دِن منانا جائز ہے؟

اللہ تعالےٰ اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللهِ (قرآن) اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دِن

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سب راتوں اور دنوں کو اللہ تعالےٰ ہی نے پیدا فرمایا ہے اور سب دِن اللہ ہی کے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے دِن ہیں جن کو خاص

طور پر یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے تو رأس المفسّرین حضرت ابن عباس رضؓ، حضرت ابی ابن کعب رضؓ، حضرت مجاہد رضؓ وحضرت قتادہ رضؓ و دیگر مفسّرین فرماتے ہیں کہ ایامِ اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔

(ابن جریر، خازن، مدارک، مفردات راغب)

ایمان والے جانتے ہیں کہ سردارِ دوجہاں، باعثِ کون ومکاں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مُصطفےٰ علیہ التحیۃ والثّناء اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں، باقی تمام نعمتیں انھیں کا صدقہ ہیں، اگر وُہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، تو جس دن یہ نعمتِ عظمےٰ عطا ہُوئی اس دن کو یاد دلانا اور لوگوں کو بتانا کہ یہ وُہ دِن ہے جس دن اللہ نے نبیّ کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتّسلیم کو بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان وانعام فرمایا، اس حکمِ الٰہی کی تعمیل ہے، اور اللہ کے کسی حکم کی تعمیل کرنا بدعت نہیں بلکہ باعثِ رحمت و برکت ہوتا ہے اور اسی پر ان ایّام کو قیاس کیا جائے گا جن میں بڑے بڑے واقعات پیش آئے اور بزرگانِ دین پر انعاماتِ الٰہیہ ہُوئے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (قرآن مجید)

(اے محبوب آپ) فرمادیجیے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہیئے کہ (لوگ) خوشی کریں۔

اِس آیت سے ثابت ہُوا کہ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کا اظہار کرنا حکمِ الٰہی ہے اور بے شک نبی کریم علیہ التحیۃ والتّسلیم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنا اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فضلِ عظیم ہے لہٰذا حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے سلسلے میں ہر جائز خوشی کا اظہار کرنا، اس آیت پر عمل ہے۔ ثابت ہُوا کہ آنحضرت ﷺ کا یومِ ولادت منانا بدعت نہیں بلکہ جائز ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی صِرف مومنوں مُسلمانوں ہی کو ہوسکتی ہے، دُشمنوں اور مخالفوں کو خوشی نہیں ہوسکتی بلکہ سخت صدمہ ہوگا، جیسا کہ خاص میلاد کے دِن شیطان کو ہُوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ التحیۃ والتّسلیم مکہ سے

ہجرت فرماکر مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو، انھوں نے کہا کہ یہ دِن نہایت مقدس و مبارک ہے کہ اس دِن اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون سے نجات بخشی لہٰذا ہم تعظیماً اس دِن کا روزہ رکھتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ
(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

کہ ہم موسیٰ کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حق دار ہیں پس حضور ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

قارئین کرام غور فرمائیں کہ جس دِن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات عطا فرمائی وُہ دِن بنی اسرائیل کے نزدیک مبارک اور حضور ﷺ کے نزدیک بھی اس کا مبارک ہونا مسلّم، بنی اسرائیل اس دِن کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں تو حضورِ اکرم ﷺ اس کو بدعت نہ کہیں بلکہ فرمائیں کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں کہ اس کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں، چنانچہ خود بھی منایا اور صحابہؓ کو بھی منانے کا حکم دیا۔ اب مسلمان اگر یومِ بدر اور فتح مکّہ کا دِن منائیں تو وُہ کس طرح بدعت ہو سکتا ہے؟ جس دِن بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات مِلی وُہ دِن حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام نے منایا، تو جس دن وُہ کائنات کا نجات دہندہ تشریف لایا، جس کے تشریف لانے سے کائنات کو کفر و شرک، ظلم وستم، جہالت و گمراہی سے نجات حاصل ہوئی، وُہ دن منانا کیوں کر بدعت ہو سکتا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی صاحبِ تفسیر روح البیان آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کے تحت فرماتے

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ قَالَ الْاِمَامُ السَّيُوْطِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ يُسْتَحَبُّ

کہ میلاد شریف کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے جب وُہ منکرات سے خالی ہو، امام سیوطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

لَنَا اِظْهَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامِ۔ (روح البیان صفحہ ۶۶۱/۵)

ہمارے لئے حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

وَقَدِ اسْتَخْرَجَ لَہُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرَ اَصْلًا مِّنَ السُّنَّۃِ وَکَذَا الْحَافِظُ السَّیُوْطِیُّ وَرَدَّا عَلٰی اِنْکَارِھَا فِیْ قَوْلِہٖ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَۃٌ مَّذْمُوْمَۃٌ۔ (روح البیان صفحہ ۶۶۱/۵)

کہ حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد کی اصل سنّت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا ردّ کیا ہے جو کہ میلاد شریف کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں

امام ربّانی مجدّد الف ثانی مکتوبات شریف میں میلاد شریف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد منقبت خواندن چہ مضائقہ است

کہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن، قصیدے نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں میلاد کے روز حضور ﷺ کے مولد مبارک میں تھا اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوتے تھے میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے۔

فَتَاَمَّلْتُ تِلْکَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُّھَا مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِکَۃِ الْمُتَوَکِّلِیْنَ بِاَمْثَالِ ھٰذِہِ الْمَشَاھِدِ وَبِاَمْثَالِ ھٰذِہِ الْمَجَالِسِ وَرَاَیْتُ بِخَالِطِہٖ اَنْوَارَ الْمَلٰئِکَۃِ اَنْوَارَ الرَّحْمَۃِ (فیوض الحرمین صفحہ ۲۷)

پس میں نے تامّل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار اُن ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہد پر موکّل و مقرر ہوتے ہیں، اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمُوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ سَنَةً مِنَ السِّنِیْنَ شَیْئٌ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمْصًا مُقْلِیًا فَقَسَمْتُهٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَأَیْتُهٗ ﷺ بَیْنَ یَدَیْهِ هٰذِهِ الْحِمْصِ مُتَبَهِّجًا بَشَاشًا۔ (درالثمین)

میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا، ایک سال سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ میسر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے آپؐ کے رُو برو پڑے ہیں اور آپؐ بہت ہی مسرور و خوش ہیں۔

رئیس المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں، ایک ذکر وفات، دوسری ذکر شہادت حسنینؓ ہوتی ہیں۔ سیکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں، درود شریف و قرآن شریف پڑھا جاتا ہے۔ وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے بعد ازاں کھانے پر ختم شریف پڑھ کر حاضرین کو کھلایا جاتا ہے۔ اگر یہ سب باتیں فقیر کے نزدیک ناجائز ہوتیں تو فقیر کبھی نہ کرتا۔ (فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذّت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

مُفتی رشید احمد گنگوہی کے استاد شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔

وحق آنست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت ﷺ وسرور فاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب بروح پُر فتوح سید الثقلین از کمالِ سعادتِ انسان است (شفاء السائل)

اور حق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے ذکر کرنے میں اور فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح پُر فتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے۔

میلاد شریف کرنے کا فائدہ

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد ﷺ) پیدا ہوئے ہیں۔ ابولہب سُن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا "ثویبہ! جا آج سے تو آزاد ہے"۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا، قرآن پاک میں پوری سورۃ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَہَبٍ اس کی مذمت میں موجود ہے۔ مگر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ سُنیے!

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ فَرَاٰهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا اِنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ۔

(بخاری شریف)

کہ جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباس) نے اس کو خواب میں بہت بُرے حال میں دیکھا، پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی ہاں مجھے اس (کلمہ کی) انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے انگلی کے اشارہ سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذَكَرَ السُّهَيْلِيُّ اَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَنَامِيْ بَعْدَ حَوْلٍ فِيْ شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيْتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً اِلَّا اَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّيْ فِيْ كُلِّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَذٰلِكَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ اَبَا لَهَبٍ

امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جُدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی

بِمَوْلِدِہٖ فَاَعْتَقَھَا۔
(فتح الباری صفحہ ۱۱۸/۲)

تخفیف کی جاتی ہے حضرت عباسؓ فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ نبی ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

اسی حدیث کو علامہ امام بدرالدین عینی حنفی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵ پر نقل فرمایا ہے۔

غور فرمایئے ابولہب کافر تھا، ہم مومن، وہ دشمن، ہم غلام، اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی، نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے کی۔ ہم رسول ﷺ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمن اور کافر کو خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا ؂

دوستاں را کجا کنی محروم   تو کہ با دشمناں نظر داری

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

دریں جا سند ست مراہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و چوں بسرورِ میلادِ آں حضرت و بذلِ شیرِ جاریۂ وے بجہتِ آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلماں کہ مملوست بہ محبّت و سرور و بذل در وے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی و آلاتِ محرمہ و منکرات خالی باشد۔
(مدارج النبوت)

اس واقعے میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرورِ عالم ﷺ کی شبِ ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا، جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہیئے کہ محفلِ میلاد

شریف، عوام کی بدعتوں گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اسی واقعہ ابولہب کو لکھ کر فرماتے ہیں۔

فَمَا بَالُ حَالِ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ يُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَا تَصِلُ اِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ ﷺ لَعَمْرِيْ اِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاءُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ ؎

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۳۹/۱)

کہ جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے (فرماتے ہیں) میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہوگی کہ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

علامہ امام احمد بن محمد القسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّهٖ

حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے اور اُن راتوں میں قسم قسم کے صدقے وخیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں چنانچہ ان پر اللہ

اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذَالِكَ الْعَامِ وَ بُشْرٰی عَاجِلَۃٍ بِنَیْلِ الْبُغْیَّۃِ وَالْمُرَامِ فَرَحِمَ اللّٰہُ اَمْرًا اِتَّخَذَ لَیَالِیْ شَھْرِ مَوْلِدِہٖ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا لِیَکُوْنَ اَشَدُّ عِلَّۃٍ عَلٰی مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ ۔
زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۳۹/۱)

کے فضلِ عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وُہ سال مُسلمانوں کے لیے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مُرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہِ ولادت کی مُبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنالیا تا کہ یہ میلادِ مُبارک کی عیدیں سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اس پر جس کے دِل میں مرض و عناد ہے ۔

امام قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہُوا کہ ماہ ربیع الاوّل میں میلاد کی محفلوں کا منعقد کرنا۔ ذکرِ میلاد کرنا۔ کھانے پکا کر دعوتیں کرنا۔ قسم قسم کے صدقے و خیرات کرنا۔ خوشی و مسرّت کا اظہار کرنا۔ نیک کاموں کی زیادتی کرنا۔ ہمیشہ سے اہلِ اسلام کا طریقہ رہا ہے اور ان امور کی بدولت ان پر اللہ تعالےٰ کے فضلِ عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفلِ میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن و امان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ماہِ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور ربیع الاوّل شریف کی یہ خوشیاں اور عیدیں اُن لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں عناد و نفاق اور عداوتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری ہے۔ اللہ تعالےٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں امام قسطلانی پر بلاشبہ حق اور سچ فرمایا۔

عقلی طور پر بھی محفلِ میلاد شریف بہت مفید ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سن کر ایمان قوی ہوتا ہے اور محبّت بڑھتی ہے۔ نیز تعلیم یافتہ لوگ تو کتابیں پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور مسائل دینیہ معلوم کر سکتے ہیں مگر ان پڑھ حضرات کتابیں تو پڑھ

نہیں سکتے، ان کو اس طرح موقع مِل جاتا ہے کہ میلاد شریف سُن کر ہی حضور ﷺ کے حسب ونسب پیدائش و پرورش بچپن وجوانی بعثت ونبوّت، فضائل وکمالات، اولاد وازواج، سیرت وتعلیمات اور بہت سے دینی مسائل سے واقفیت ہو جاتی ہے اور آج کل اس کی سخت ضرورت ہے جب کہ گمراہ فرقوں کے لوگ، اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ اہلِ سنّت کے عقائد اور اعمال پر سیکڑوں حملے اور اعتراض کرتے ہیں۔ اگر اہلِ سنّت اپنے مذہب سے واقف نہیں ہوں گے تو ان کو جواب کیا دیں گے۔ عقلی ونقلی دلائل سے معلوم ہوا کہ میلاد شریف بہت ہی مفید اور باعثِ رحمت وبرکت ہے۔

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود　　ہم نہ چھوڑیں گے محفلِ مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں　　جن کی اُمت ہیں ان سے مُنہ کیوں موڑیں

یومِ ولادت یومِ عید ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا ذکر فرمایا کہ انھوں نے کہا۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً	اے اللہ ہمارے پروردگار ہم پر نازل فرما
مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا	آسمان سے ایک خوان تاکہ وہ (خوان اُترنے
وَاٰخِرِنَا۔ القرآن ۵؎	کا دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو،

دیکھیے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے خوان اُترنے کے دن کو اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید کا دن قرار دیا، اسی واسطے عیسائی آج تک اتوار کے دن چھٹی کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ اس دن خوان اترا تھا۔

غور فرمایئے جس دن خوان اترے وہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور ان کے اگلوں پچھلوں کے لیے عید ہوا۔ جس دن اللہ کی سب سے بڑی نعمت و رحمت حضور سیّدِ عالم ﷺ تشریف لائیں وہ دِن مُسلمانوں کے لیے یقیناً عید ہے۔

ف: نزولِ مائدہ کے دِن کو عید بنانے کی خواہش حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے کی اور اللہ کا نبی غیر پسندیدہ امر کی خواہش نہیں کرتا۔ دعائے مسیح نے نزولِ نعمت ورحمت کے دِن کا عید ہونا ثابت کیا ہے اس قرآنی ثبوت کے بعد یوم میلادِ رسُول کے عید ہونے میں کسی شبے کی گنجائش نہیں رہتی (کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین آپ کی کتاب قرآن میں ایک آیت ہے، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے' فرمایا کون سی آیت؟ اس نے کہا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الآیہ فرمایا میں اس دن اور اس مقام کو جس میں یہ نازل ہوئی تھی جانتا ہوں، وہ مقام عرفات اور وہ دن جمعہ تھا۔ اس سے مراد آپ کی یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن بھی عید ہے (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا، آپ نے فرمایا جس روز یہ نازل ہوئی تھی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔ (ترمذی، خازن)

ان دونوں حدیثوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی کا مقصد یہ تھا کہ یہ آیت ایسی عظیم الشان ہے کہ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو یوم عید قرار دیتے اور اس کے جواب میں دونوں جلیل القدر صحابی یہ نہیں فرماتے کہ ہم مسلمان جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو، یا جس دن اللہ کی طرف سے کوئی نعمت اُترے اس دن کو عید کہنا یا منانا بدعت جانتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں ہمارے یہاں اس دن دو عیدیں تھیں۔

معلوم ہُوا کہ کسی نعمت عظمیٰ کے حصول کے دن کو عید کا دن کہنا یا منانا کتاب و سُنّت سے ثابت ہے لہٰذا حضور سید عالم رحمتِ عالم ﷺ کی تشریف آوری کا دن بلاشبہ یوم عید ہے۔

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، ائمہ عظام اور علماء کرام کے ارشادات سے میلاد شریف کا جائز اور بہت ہی رحمتوں اور برکتوں کا باعث ہونا ثابت ہُوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

صلوٰۃ وسلام

محفلِ میلاد میں ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کر حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا باعثِ رحمت و برکت اور اجر و ثواب

ہے، اس کو شرک و بدعت کہنا صریح گمراہی و جہالت ہے۔
اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (قرآن)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے رہتے ہیں نبی ﷺ پر اے ایمان والو! نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو کام کرنے کا حکم دیا ہے ایک تو نبی ﷺ پر درود پڑھنا، دوسرا سلام بھیجنا، اس حکم الٰہی کو سُن کر قلب میں خوشی و تنگی اور اس کی تعمیل میں رغبت و نفرت سے ایمان کے کھرا ہونے اور اس کے قوی و ضعیف ہونے کا پتہ چلتا ہے جن کے دِل نور ایمان سے منوّر ہیں وُہ صلوٰۃ و سلام کے پڑھنے میں ایک روحانی لذّت اور سرور محسوس کرتے ہیں، اور جن کے قلوب نورِ ایمان سے محروم ہیں وُہ صلوٰۃ و سلام سے بھاگتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

کوئی ایمان والا ایسا نہیں ہو سکتا، جو ایسے عظیم الشان عمل کا انکار کرے یا اس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرے جو اس قدر محبوب و مطلوب الٰہی ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ اس عمل کی مداومت رکھے اور اپنے پسندیدہ مومنین بندوں کو اس کی دعوت دے اور لطف یہ کہ صَلُّوْا کے بعد تَصْلِیَۃً نہیں فرمایا اور سَلِّمُوْا کے بعد تَسْلِیْمًا مفعول مطلق بیان فرما کر سلام پڑھنے میں تاکید پیدا فرما دی کہ سلام ضرور پڑھنا، کیونکہ مفعول مطلق کی اصل غرض تاکید ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہے وُہ جانتا تھا کہ سلام پڑھنے کے منکرین اور پڑھنے والوں کو روکنے والے پیدا ہوں گے اس لئے اس نے ایمان والوں کو تاکیداً حکم دیا کہ ایمان والو منکر چاہے کچھ کہیں لیکن تم سلام ضرور پڑھنا، اور بار بار پڑھنا! بحمد اللہ تعالیٰ مومنین اس حکم الٰہی کی تعمیل دل و جان سے کر کے بے شمار رحمتیں و برکتیں حاصل کرتے ہیں کیونکہ صلوٰۃ و سلام کا فرمان ایمان والوں سے ہے اور

یہ ایمان والوں کا ہی حصّہ ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ (قرآن) اے محبوب تجھ پر سلام ہے اصحاب یمین کی طرف سے ۔

معلوم ہُوا حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیۂ سلام پیش کرنا مومنین صالحین اصحابِ یمین کا حصّہ ہے، اصحابِ شمال کا نہیں ۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اس حالت میں تشریف لائے کہ چہرۂ اقدس سے خوشی و مسرّت کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے، فرمایا میں اس وجہ سے مسرور ہوں کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے اور

فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا قُلْتُ بَلٰی !

(نسائی، دارمی، احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۸۶، کنز العمال صفحہ ۱۸۱/۲)

انھوں نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اے محمد (ﷺ) کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی اُمّت کا کوئی شخص آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں اور آپ کی امّت کا کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔ (فرمایا) میں نے کہا کیوں نہیں (میں اس پر راضی ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہُوا کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود اور ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے اس پر دس مرتبہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور دس مرتبہ اس پر اللہ سلام بھیجتا ہے ۔

اور کنز العمال میں انہی سے روایت ہے اس میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص آپ پر درود پڑھے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود پڑھیں گے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار سلام بھیجیں گے صفحہ ۱۸۱/۲

معلوم ہُوا درود و سلام پڑھنے والوں پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ کے بے شمار فرشتے ان کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ سَلَّمَ عَلَیَّ عَشْرًا فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَۃً۔ (شفا شریف صفحہ ۶۱/۲)

نبی ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا یہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے بردہ آزاد کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَمْحَقُ لِلذُّنُوْبِ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ۔ (شفا شریف صفحہ ۶۱/۲)

حضور ﷺ پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آپ پر سلام پڑھنا بردہ آزاد کرنے سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحُوْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیْ السَّلَامَ۔ (نسائی، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۸۶)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امّت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ملائکہ سیاحین سلام پڑھنے والوں کی تلاش کرتے ہیں اور پھر ان کا سلام بارگاہِ بیکس پناہ میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ فِیْ شَرْقٍ وَلَا غَرْبٍ اِلَّا اَنَا وَمَلٰئِکَۃُ رَبِّیْ یَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ (جلاء الافہام ابن قیم صفحہ ۲۵)

حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان مشرق و مغرب میں ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے مگر میں اور میرے ربّ کے فرشتے اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہُوا کہ ہر وہ مُسلمان جو آپ کی بارگاہِ اقدس میں سلام پیش کرتا ہے حضور ﷺ اور اللہ کے فرشتے اس کو جوابِ سلام سے مشرّف فرماتے ہیں۔

قرآن کریم کی ایک آیت اور چھ احادیث مبارکہ سے صلوٰۃ وسلام کا محبوب و مطلوب ہونا،

اور اس کے پڑھنے سے بے شمار اجر و ثواب کا ملنا ثابت ہُوا۔

کِس قدر ظلم ہے کہ ایسے مُبارک فعل کو شرک و بدعت کہا جائے اور مُسلمانوں کو خیرِ کثیر کے حصول سے روکا جائے۔ رہا تعظیماً دست بستہ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا، تو یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعظیم ہے اور آپ کی تعظیم بحکم ربّ العالمین ہم پر واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ. اور ان کی تعظیم و توقیر کرو!

چنانچہ علامہ سید احمد زین دحلان مکّی اپنی کتاب دررسنیہ میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ ﷺ اَلْفَرْحُ بِلَيْلِ وِلَادَتِهٖ وَقِرَاْءَةُ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ ﷺ

شبِ ولادت میں اظہارِ فرحت کرنا اور میلاد شریف پڑھنا اور ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔

علامہ عثمان بن حسن محدّث دمیاطی اپنے رسالے "اثباتِ قیام" میں فرماتے ہیں۔

اَلْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ﷺ اَمْرٌ لَا شَكَّ فِيْ اِسْتِحْبَابِهٖ اِسْتِحْسَانِهٖ وَنُدُبِهٖ يَحْصُلُ لِفَاعِلِهٖ مِنَ الثَّوَابِ الْاَوْفَرِ الْخَيْرِ الْاَكْبَرِ لِاَنَّهٗ تَعْظِيْمُ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ ذِي الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا اللّٰهُ بِهٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْكُفْرِ اِلَى الْاِيْمَانِ وَخَلَّصَنَا اللّٰهُ مِنْ نَارِ الْجَهْلِ اِلٰى جَنَّاتِ الْمَعَارِفِ وَالْاِيْقَانِ۔

حضور سیّد المرسلین ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا، ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب و مستحسن مندوب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور قیام کرنے والے کو ثوابِ کثیر اور فضلِ کبیر حاصل ہو گا کیونکہ یہ قیام تعظیم ہے کس کی تعظیم اسی نبی کریم صاحب خُلقِ عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ تعالےٰ ہمیں ظلماتِ کفر سے ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب سے ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت و یقین میں داخل فرمایا۔

اس کے بعد بہت سے دلائل نقل کر کے فرمایا۔

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى اسْتِحْسَانِ الْقِيَامِ

بلا شبہ اُمّتِ مُحمّدیہ کے اہلِ سنّت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے

الْمَذْكُوْرِ وَقَدْ قَالَ ﷺ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ۔

اور بے شک حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امّت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی۔

علامہ سیّد جعفر برزنجی اپنے رسالے عقد الجواہر میں فرماتے ہیں۔

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهِ الشَّرِيْفَةِ اَئِمَّةٌ ذُوْ رِوَايَةٍ وَدِرَايَةٍ فَطُوْبٰى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيْمُهٗ ﷺ غَايَةَ مُرَامِهٖ وَمَرْمَاهُ۔

بے شک حضور ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا ایسے ائمہ نے بہتر سمجھا جو صاحبِ روایت و درایت تھے تو شادمانی ہے اس کے لیے جس کا انتہائی مقصود حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔

علامہ علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب "انساب العیون المعروف بسیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں۔

قَدْ وُجِدَ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهٖ ﷺ مِنْ عَالِمِ الْاُمَّةِ وَمُقْتَدَى الْاَئِمَّةِ دِيْنًا وَّوَرَعًا تَقِيِّ الدِّيْنِ السُّبْكِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَتَابَعَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ مَشَائِخُ الْاِسْلَامِ فِيْ عَصْرِهٖ۔

بلاشبہ حضور ﷺ کے اسم پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنا امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے پایا گیا ہے جو اس امّتِ مرحومہ کے عالم اور دین و تقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے زمانے کے مشائخ اسلام نے ان کی متابعت کی ہے۔

علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکّی حنفی مفتی حنفیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں۔

اَلْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهٖ ﷺ اِسْتَحْسَنَهٗ جَمْعٌ مِّنَ السَّلَفِ فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ۔

ذکرِ میلادِ حضور ﷺ کے وقت قیام کرنے کو جماعتِ سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

علامہ مولانا حسین بن ابراہیم مکّی مالکی مفتی مالکیہ فرماتے ہیں۔

اِسْتَحْسَنَهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ حَسَنٌ لِمَا يَجِبُ عَلَيْنَا تَعْظِيْمُهٗ ﷺ

اس قیام کو بہت سے علمائے نے مستحسن رکھا اور وہ بہتر ہے کیونکہ ہم پر حضور ﷺ کی تعظیم

واجب ہے۔

علامہ مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں۔

نَعَمْ يَجِبُ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ ﷺ اِذْ يَحْضُرُ رُوْحَانِيَّتُهٗ ﷺ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَجِبُ التَّعْظِيْمُ وَالْقِيَامُ۔

ہاں ذکرِ ولادتِ حضور ﷺ کے وقت قیام ضروری ہے کیونکہ روحِ اقدس حضور ﷺ جلوہ فرما ہوتی ہے، پس اس وقت تعظیم و قیام لازم ہُوا۔

امام اجل فقیہ محدّث سراج العلماء مولانا عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے ہیں۔

تُوَارِثُهُ الْاَئِمَّةُ الْاَعْلَامُ وَاَقَرَّهُ الْاَئِمَّةُ وَالْحُكَّامُ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرِ مُنْكِرٍ وَرَدِّ رَادٍّ وَلِهٰذَا كَانَ حَسَنًا وَمَنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ غَيْرُهٗ ﷺ وَيَكْفِيْ اَثَرُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔

یہ قیام بڑے بڑے اماموں میں برابر چلا آرہا ہے اور اسے ائمہ و حکّام نے برقرار رکھا اور کسی نے ردّ و انکار نہ کیا لہٰذا مستحب ٹھہرا، اور نبی ﷺ کے سوا اور کون مستحقِ تعظیم ہے؟ اور اس کے ثبوت میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جو چیز مُسلمانوں کے نزدیک بہتر ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔

اسی طرح علامہ مفتی عمر بن ابی بکر شافعی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی مولانا محمّد بن محمّد بن محمد عرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور مولانا عبدالجبار حنبلی بصری اور مولانا ابراہیم بن محمّد خیار حسینی شافعی مدنی رحمہم اللہ نے اس قیام کے مستحب و مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس مضمون اور ان تمام باتوں کی نفیس تحقیق کے لیے دیکھیے رسالہ "اقامۃ القیامہ" مصنفہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سُنّت مجددِ مائۃ حاضرہ مؤیدِ ملّتِ طاہرہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

دیکھئے یہ تمام ائمہ اور اکابر علماء اور چاروں مذہب کے مفتیانِ کرام تعظیماً کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو مستحب و مستحسن فرما رہے ہیں اور سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ یہ حضور ﷺ

کی تعظیم ہے۔ اب اگر اس قیامِ تعظیمی کو شرک و بدعت کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کی تعظیم کرنا شرک و بدعت ہے تو سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیبؐ
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دُور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے انکار کرنا، خیرِ کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیامِ مولود شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اس سردارِ عالم و عالمیان روحی فداہ کے اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہُوا؟

(امداد المشتاق صفحہ ۸۸)

نیز فرماتے ہیں:۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولّد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان و مکاں ہے لیکن عالمِ امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔ (امداد المشتاق صفحہ ۵۶)

دیکھئے حضرت حاجی صاحب فرما رہے ہیں کہ قیامِ مولود شریف سے روکنا خیرِ کثیر سے باز رکھنا ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ کی تعظیم ہے اور قیام کے وقت آپ کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھنے میں مضائقہ نہیں کیونکہ آپ تشریف لا سکتے ہیں۔ اب اگر قیامِ میلاد کو شرک و بدعت کہا جائے تو پھر شرک و بدعت کو خیرِ کثیر کہنے والا کون ہوگا اور اس کو پیر و مرشد ماننے والے کون ہونگے؟

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ‏ ‏ ‏ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پہلا شبہ

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے اس ہیئت کے ساتھ سلام نہیں پڑھا

لہٰذا بدعت ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر یہی بات ہے کہ جو کام صحابہ کرام نے نہیں کیا وُہ بدعت ہے تو جس ہیئت میں آج قرآن کریم ہیں مثلاً رنگین چکنے کاغذ، بلاک وغیرہ کی چھپائی، اعراب، ترجمہ، حاشیہ پر تفسیر وغیرہ اور جس ہیئت میں آج کتبِ احادیث اور ان کی شروح اور کتبِ فقہ و اصول اور کتبِ درسیہ وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج مدارسِ دینیہ، طریقۂ تعلیم، اوقاتِ تعلیم، امتحانات، تقسیم اسناد، سالانہ و ماہوار چندے اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج تبلیغی جلسے ہوتے ہیں، اور جس ہیئت میں آج مساجد، تنخواہ دار امام و مؤذّن اور کمیٹیاں ہیں، اور جس ہیئت میں آج سفرِ حج کیا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس کیا یہ سب کچھ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا؟ اور کیا یہ زمانہ صحابہ میں تھا؟ نہیں، اور ہرگز نہیں، تو چاہیئے کہ صلوٰۃ و سلام کے منکران سب چیزوں اور ہیئتوں کو بدعت کہیں اور ان کے خلاف تقریریں کریں، پوسٹر چھاپیں اور ہر ممکن ان کو مٹانے کی کوشش کریں، وہ صرف میلاد شریف اور سلام و قیام کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے ہیں یاد رکھیئے اگر صحابۂ کرام سے یہ ہیئت ثابت ہوتی تو یا واجب ہوتی یا سُنّت اور ہم نہ واجب کہیں نہ سنت، ہمارے نزدیک اس ہیئت کے ساتھ سلام پڑھنا مستحب ہے اور مستحب وہ ہے جس کو مُسلمان اچھا سمجھیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَھُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ (نسائی)	جس چیز کو مُسلمان اچھا سمجھیں وُہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

دُوسرا شبہ

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، یہ ہیئت اللہ کی عبادت یعنی نماز کے لئے خاص ہے لہٰذا غیر اللہ کے لئے یہ ہیئت بنانا شرک ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ بالکل لغو، بے بنیاد اور مبنی بر جہالت ہے ورنہ پھر کسی بزرگ کے پاس بصورت التحیات بیٹھنا بھی شرک ہوگا کیونکہ وہ ہیئت بھی تو نماز کی ہے اور پھر

کسی کے آگے ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی شرک ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ہیئت بھی نماز کی ہے۔ رکوع سے اُٹھ کر سجدے میں جانے سے پہلے ہاتھ چھوڑ کر ہی کھڑا ہوا جاتا ہے۔

نماز کی ہیئت کیا؟ حضور ﷺ پر تو نماز کے اندر جب تک سلام نہ پڑھا جائے نماز ہی نہیں ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ نماز کی ہیئت میں سلام پڑھنا تو شرک ہو اور نماز کے اندر التحیات میں سلام پڑھنا واجب۔

اصل بات یہ ہے کہ صرف عبادت کی ہیئت بنانے سے عبادت نہیں ہوتی جب تک کہ عبادت کی نیّت نہ ہو اور جس کی عبادت کی جائے اس کو معبود نہ سمجھا جائے، صرف بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہو جائے گا، روزہ تو اسی وقت ہو گا جب کہ عبادت کی نیت سے روزہ رکھا جائے گا۔

اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اور تعظیم کی تعریف اور ان میں فرق بیان کر دیا جائے تاکہ مسلمان بھائیوں کو مسئلہ سمجھنا آسان ہو جائے۔

عبادت اور تعظیم

کسی کو الٰہ معبود اور اوصافِ اُلوہیت سے موصوف مانتے ہوئے بہ نیّت عبادت اس کے آداب بجالانا عبادت ہے۔

اور کسی معظّم اور برگزیدہ ہستی کو الٰہ معبود اور اوصافِ الوہیت سے موصوف نہ مانا جائے، بلکہ نبی، ولی، پیر، اُستاد، ماں باپ سمجھ کر بہ نیّتِ تعظیم اس کے آداب بجالانا تعظیم ہے، عبادت نہیں۔

اس اعتبار سے غیر اللہ کی عبادت کسی نوع پر بھی جائز نہ ہو گی، بلکہ شرک ہو گا۔ لیکن تعظیم کی کوئی نوع شرک نہیں ہو سکتی، ہاں حرام و مکروہ ہو سکتی ہے مثلاً رکوع و سجدہ کیونکہ اس سے منع فرمایا گیا، مگر کسی بزرگ کے پاس التحیات کی صورت میں دو زانو ہو کر بیٹھنا یا اس کے آنے پر احتراماً کھڑے ہو جانا اور حضور ﷺ پر ادب سے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا قطعاً جائز ہے اس سے کہیں منع نہیں فرمایا گیا، بلکہ کتبِ احادیث و کتبِ فقہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ چنانچہ حضرت فاروقِ اعظم

رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔

نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ الخ

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۱۱)

ایک روز ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے اس پر سفر وغیرہ کا کوئی اثر نہ تھا ہم میں سے کسی نے اس کو نہ پہچانا، یہاں تک کہ وہ اپنے دونوں گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنوں کی طرف ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے یعنی بصورت التحیات بیٹھ گیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس نے چند سوالات کیے اور آپؐ نے ان کے جوابات دیے جب وُہ چلا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ جبریلِ امین تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔

دیکھئے جبریلِ امین جیسے مقرب اور برگزیدہ فرشتہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں دوزانو بیٹھ کر اُمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو یہ تعلیم فرما دی کہ کسی برگزیدۂ خدا کے حضور دوزانو بیٹھنا جائز ہے۔ یہ عبادت نہیں بلکہ ادب و تعظیم ہے۔ ورنہ کہنا پڑے گا کہ جبریلِ امین نے حضور ﷺ کی عبادت کر کے شرک کیا تھا معاذ اللہ۔

دیکھیے اسی ہیئت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بیٹھنا عبادت ہے اور انبیاء اولیاً کے حضور بیٹھنا ادب و تعظیم ہے، ہیئت ایک ہی ہے مگر ایک عبادت ہے اور ایک تعظیم، اور ان میں فرق کرنے والی صرف نیت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (حضور نے) بنو قریظہ (یہودِ مدینہ) کا پچیس روز تک محاصرہ کیا تو وہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر آمادہ ہو گئے (کیونکہ حضرت سعد ان کے حلیف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وُہ ہماری رعایت کرتے ہُوئے ہماری خلاصی کی کوشش کریں گے) تو حضور ﷺ نے سعدؓ کو بلا بھیجا۔

فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ! (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۳)

تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

دیکھئے اس حدیث میں حضور ﷺ نے خود حکم دیا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ! منکرین قیام تعظیمی کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ بیمار تھے، ان کی پنڈلی میں زخم تھا وُہ خود گدھے سے اُتر نہیں سکتے تھے، اسی واسطے آپ نے اُن کو حکم دیا کہ اُٹھو اور اُن کو اتارو! مگر ان کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ گدھے سے اُتارنے کے لئے ایک دو آدمی کافی تھے۔ ساری قوم کو حکم دینے کی کیا ضرورت تھی، اور پھر حدیث کے الفاظ اِلٰی سَیِّدِکُمْ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیام محض سرداری کی وجہ سے کرایا گیا تھا نہ کہ بیماری کی وجہ سے اور چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہٗ انصار کے سردار تھے اس واسطے خصوصاً انصار کو حکم دیا۔

چنانچہ محی السنۃ امام نووی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فِیْہِ اِکْرَامُ اَھْلِ الْفَضْلِ وَتَلَقِّیْھِمْ وَالْقِیَامُ اِلَیْھِمْ اِذَا اَقْبَلُوْا وَاحْتَجَّ بِہِ الْجُمْھُوْرُ۔ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۴)

اس میں اہلِ فضل کے ملنے کے وقت اکرام اور ان کے لئے قیام کرنے کی روشن دلیل ہے اور جمہور نے اس سے استدلال کیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی حدیث کے تحت علامہ طیبی سے نقل کرتے ہیں۔

اجماع کردہ اند جماہیر علما بایں حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا شرف بقیام امام محی السنۃ محی الدین نوویؒ گفتہ کہ ایں قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشاں مستحب است و احادیث دریں باب ورود یافتہ و در نہی ازاں صریحاً چیزے صحیح نہ شدہ

اس حدیث سے اہلِ علم و فضل و شرف کے اکرام اور ان کے لیے قیام کرنے پر جمہور علماء کا اتفاق و اجماع ہے محی السنۃ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل فضل لوگوں کی تشریف آوری کے وقت یہ قیام کرنا مستحب ہے اس کی تائید میں تو احادیث آئی ہیں مگر اس کی ممانعت

(اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۸/۴) میں صراحۃً کوئی حدیث نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ جب حضور کے پاس تشریف لاتیں تو

قَامَ اِلَیْهَا فَاَخَذَ بِیَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَ اَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْهَا قَامَتْ اِلَیْهِ فَاَخَذَتْ بِیَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِیْ مَجْلِسِهَا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۲)

آپ ان کے لئے کھڑے ہوجاتے اور اُن کو چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے، اور جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہوجاتیں اور آپ کو چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹے پر شفقت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز ہے اور یہ حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔

فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِهٖ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۳)

پھر جب آپ کھڑے ہوجاتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کے گھر داخل نہ ہوجاتے۔

ان روایات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قیام تعظیمی جائز ہے لہٰذا آپ کے لئے قیام کرنا کس طرح ناجائز اور شرک و بدعت ہوسکتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روضۂ انور پر حاضری کے وقت جب سلام پڑھا جائے تو یَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ اسی طرح کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہے (عالمگیری)

تیسرا شبہ

حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ
(مشکوٰۃ باب القیام)

نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح کہ عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ کھڑے ہونے کی ممانعت ہے۔

جواب! اس کے متعلق تمام علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس میں کھڑے ہونے کی نہیں بلکہ عجمیوں کی طرح کھڑے رہنے کی ممانعت ہے، کیونکہ شاہانِ عجم کے درباری لوگ بیٹھ نہیں سکتے تھے، بلکہ بادشاہ کے سامنے برابر ہاتھ باندھے اور سرنگوں کھڑے رہتے تھے۔

جیسا کہ فرمایا:-

لَا يَلِغْ اَحَدُكُمْ كَمَا يَلِغُ الْكَلْبُ۔
(ابن ماجہ فتح الکبیر صفحہ ۳۷/۳)

نہ پیئے تم میں سے کوئی جیسا کہ کتا پیتا ہے۔

اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کوئی پیئے ہی نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کُتے کی طرح نہ پیئے، اسی طرح اُس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیام کرے مگر عجمیوں کی طرح نہ کرے۔

اسی کو فقہائے کرام نے ممنوع قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہ ممنوع ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

مَنْ اَسَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

جس کسی کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کرلے۔

چوتھا شبہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں باوجود اس کے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے مگر جب حضور ﷺ کو دیکھتے،

لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذَالِكَ۔ (مشکوٰۃ باب القیام)

تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ پسند نہیں۔

معلوم ہُوا کہ قیام تعظیمی آپ کو پسند نہ تھا۔

جواب

یہ ناپسندیدگی طبعی تھی یعنی ازراہِ تواضع و انکسار آپ کو پسند نہ تھا کہ جب کبھی میرے صحابہ مجھے دیکھیں، قیام کریں کیونکہ اس میں تکلّف تھا طبعی ناپسندیدگی جدا ہے اور حقیقی و شرعی ناپسندیدگی جُدا جُدا چنانچہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو! تو آپ کا یہ فرمانا تواضعاً تھا حالانکہ نصوصِ صریحہ سے آپ کا سیّد المرسلین اور افضل الانبیاء ہونا ثابت ہے۔

آپ کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ — جو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔

آپ نے اللہ کے لیے تواضع و انکسار فرمایا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہ رفعت و عظمت بخشی کہ قیامت تک ساری دُنیا میں آپ کی عظمت و شان کا چرچا رہے گا اور قیامت تک آپ کے غلام آپ کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام کے ہدیے اور تحفے پیش کرتے رہیں گے ؎

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا — پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

پانچواں شبہ

لوگوں نے قیام میلاد کو واجب اور ضروری سمجھ لیا ہے، اور کسی مستحب کو واجب، اور غیر ضروری کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے۔ لہٰذا قیام ناجائز ہے۔

جواب

اگر کوئی کسی کارِ خیر یا مستحب کام کو ہمیشہ کرے تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کو فرض یا واجب جانتا ہے۔ کیونکہ پابندی، وجوب کی علامت نہیں۔ جیسا کہ اگر کوئی چاشت اور تہجد کو ہمیشہ پڑھے تو کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ یہ شخص چاشت اور تہجد کو فرض یا واجب جانتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس پر ایک بہتان اور اس کی نیّت پر ایک نارو احملہ ہوگا۔

یاد رکھئے عمل میں تو ہمیشگی اور پابندی ہی مطلوب و محبوب ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ۔ اللہ کے نزدیک وہ عمل محبوب ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ (مشکوٰۃ)

قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ، چاروں مذہب کے ائمہ عظام و مفتیانِ کرام اور علمائے اسلام کے ارشادات مبارکہ سے دست بستہ احتراماً کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب و مستحسن اور بہت ہی باعث رحمت و برکت اور باعث اجر و ثواب ثابت ہُوا۔

ہمیں اُمید ہے کہ اہلِ انصاف ان چند سطور کو پڑھ کر میلاد شریف اور قیام و سلام کی اہمیّت و شان کا بخوبی اندازہ لگالیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی جہالت اور مذہبی تعصّب کا بھی اندازہ کرلیں گے جو کہتے ہیں کہ میلاد شریف اور قیام وسلام کرنا شرک و بدعت اور قیام کرنے والے مُشرک و بدعتی ہیں اور ان کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ معاذ اللہ

صلوٰۃ وسلام بروز جمعہ شریف

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔ حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود وسلام پڑھا کرو

(ابن ماجہ، جلاء الافہام صفحہ ۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

اَکْثِرُوْا مِنَ السَّلَامِ عَلٰی نَبِیِّکُمْ کُلَّ جُمُعَۃٍ۔ ہر جمعہ کے دن اپنے نبی ﷺ پر بہت زیادہ سلام بھیجا کرو (شفاء شریف صفحہ ۶۴)

ان دونوں حدیثوں میں غور فرمایئے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور آپ کے جلیل القدر صحابی ہر جمعہ کے دن کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں لہٰذا ہر جمعہ کو کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مسنون ہُوا۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔

اذان کے بعد دُرود شریف پڑھنے کے بارے میں حقائق جاننے کے لیے حضرت والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی کتاب "انوارِ رسالت" اور میرا رسالہ "اذان اور دُرود شریف ملاحظہ فرمائیں۔ کوکبِ نورانی را احمد شفیع

اے کاش!

وُہ لوگ بجائے اسکے کہ مُسلمانوں کو میلاد شریف اور قیام وسلام جیسے مُبارک افعال سے روکتے اور ان کو مشرک و بدعتی بناتے کیا ہی اچھا ہوتا اگر وُہ شراب، جُوا، زنا، چوری، رشوت، جھوٹ، غیبت اور ان جیسی دیگر برائیوں کے مٹانے کے سلسلے میں جدوجہد کرتے، مگر ان سے ایسی توقع کہاں ہوسکتی ہے۔ ان کی زبان وقلم کے تیر تو مُسلمانوں کے جذبات صادقہ کو مجروح کرنے کے لئے ہیں، خدا تعالےٰ مسلمانوں کو ہر گمراہی سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم،

خادمِ اہلِ سُنّت
مُحمّد شفیع (اوکاڑوی) غفرلہ
کراچی

قارئینِ کرام!

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ امّتِ مسلمہ کو اللہ تعالےٰ کے حبیبِ مکرم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم رحمتِ عالم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم سے روکا جا رہا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں باادب کھڑے ہو کر محبّت سے درود و سلام پڑھنے سے روکا جا رہا ہے۔ یہ وہ درود و سلام ہے جسے پڑھنے کا ہر مومن کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ یہ وہ نیکی ہے۔ جس کی قبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ یہ وہ کام ہے جس کے لیے اللہ کے مقرّب اور رسُول فرشتے جبریل امین نے یہ دُعا کی کہ وہ شخص ہلاک اور برباد ہو جائے جس کے سامنے رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ذکر ہو اور وہ ذکرِ رسُول سن کر درود و سلام نہ پڑھے، اس دُعا پر جبریل پر حبیبِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آمین فرمایا (یعنی اس شخص کی ہلاکت و بربادی میں کسی شُبہ کی گنجائش ہی نہ رہی) جو لوگ بارگاہِ مصطفےٰ میں سلام وقیام، جشنِ میلادِ مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور تعظیمِ نبی سے روکتے ہیں، وہ یقیناً امّتِ مسلمہ کے بدخواہ ہیں۔

کاش کہ! وہ لوگ ان مُبارک افعال سے روکنے اور اپنے ظلم سے سچّے مُسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک و بدعتی بنانے کی بجائے اپنی تمام توانائیوں کا اِستعمال ان کاموں کے لیے کرتے، جو کام مُسلمانوں کو روحانیت اور روحِ ایمان واسلام سے دُور کر رہے ہیں۔ وہ لوگ مومنوں کو میلاد و سلام سے منع کر کے اللہ کی رحمتوں سے محروم کرنے کی بجائے مُسلم مُعاشرے میں شراب، منشّیات، جُوا، بدکاری، چوری، سُود، رشوت، جھوٹ، بددیانتی، غیبت اور بے راہ روی وغیرہ اور مخربِ اخلاق برائیوں کو مٹانے کی جدوجہد کرتے مگر صد حیف کہ یہ لوگ ایسا نہیں کرتے اور ان لوگوں سے یہ توقع بھی کہاں کی جاسکتی ہے۔ ان کی زبان وقلم کے نشتر تو مُسلمانوں کی وحدت کو توڑنے اور مُسلمانوں کے سچّے جذبات کو مجروح کرنے ہی میں مشغول ہیں، یہ لوگ دُنیا کے چند عارضی مُفادات اور اپنی جھُوٹی انا کے لیے معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے اور آخری رُسول صلی اللہ علیہ وسلّم کو ناراض کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے اور مُسلمانوں کو ہر گمراہی سے محفوظ اور بدعقیدگی کے فتنوں سے مامون رکھے۔ آمین۔ بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

خادمِ اہلِ سُنّت : کوکب نورانی را احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شفیع

مجددِ مسلکِ اہلسنت خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

ذکرِ جمیل	نغمۂ حبیب ﷺ	انگوٹھے چومنے کا مسئلہ
ذکرِ حسین (دو حصے)	درسِ توحید	مسلمان خاتون
راہِ عقیدت	برکاتِ میلاد	اخلاق و اعمال (نشری تقریریں)
راہِ حق	ثواب العبادات	مقالاتِ اوکاڑوی
نماز مترجم	مسئلہ سیاہ خضاب	میلادِ شفیع
امام پاک اور یزید پلید	مسئلہ طلاق ثلاثہ	جہاد و قتال
شامِ کربلا	انوارِ رسالت (حصہ اول)	جھگڑے کا خاتمہ
سفینۂ نوح (دو حصے)	تعارف علمائے دیوبند	نجوم الہدایت

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور